www.emarsiya.com

مرثیہ

اصغرؑ کو دفن کر کے جو آئے بحالِ زار

درحالِ حضرت علی اصغرؑ

سنہ تصنیف

1931

اصغرؑ کو دفن کر کے جو آئے بحالِ زار

اصغرؑ کو دفن کر کے جو آئے بحالِ زار
وا اکبراہ کی ہوئی برچھی جگر کے پار
عصمت سرا کا قصد جو کرتے ہیں بار بار
اٹھتی ہے دل میں ہوک کہ ہے بہن بے قرار
بڑھتے نہیں قدم کہ خیالِ ربابؑ ہے
بے شیر گود میں نہیں شرم و حجاب ہے

(۲)

ماتم کی صف پہ روتی ہیں سیدانیاں تمام
سر پیٹتی ہیں پیاسے شہیدوں کا لے کے نام
ضد بہر آب کرتے ہیں معصوم تشنہ کام
رلوا رہے ہیں شہؑ کو سکینہؑ کے یہ کلام
بابا جو چھوٹے بھائی کو پانی پلائیں گے
دو گھونٹ میرے واسطے بھی لیتے آئیں گے

(۳)

اکبرؑ کے غم میں روتی ہیں زینبؑ جگر کباب
بھائی کو دیر کیوں ہوئی یہ بھی ہے اضطراب
بے شیر کے خیال میں مدہوش ہیں ربابؑ
جیسے خبر ہو دل کو ہے صدمے سے یوں خراب
باتیں ہیں دل سے اب نہ فغاں اور نہ آہ ہے
جھولے کے پاس ہیں تو سوئے در نگاہ ہے

www.emarsiya.com

(۴)

زینبؑ سے گاہ کہتی ہے وہ غم کی مبتلا
کیا جانیں پانی اُس کو ملا یا نہیں ملا
کانٹے زباں میں تھے تو سوکھا ہوا گلا
حالت یہ اور دشت کی لو دھوپ میں گیا
سِن کیا بساط کیا چھ مہینہ کی جان ہے
اُس کو یہی بہت ہے ابھی پھول بان ہے

(۵)

سرکش ہے فوج دیکھیے ہوتا ہے کیا مآل
دل میں مرے برے ہی برے آتے ہیں خیال
زینبؑ یہ بولیں آتا ہی ہوگا تمہارا لال
اور اُس کے دشمنوں کا بھی بیکا نہ ہوگا بال
پھر اپنے گھر میں خیر سے اللہ لائے گا
پانی اگر ملا ہے تو ہشیار آئے گا

(۶)

زلفوں پہ گرد غم ہے کمر صورتِ کماں
حلقے پڑے ہیں آنکھوں میں ہونٹوں پہ پپڑیاں
رخسار پر بہے ہوئے اشکوں کے ہیں نشاں
چہرے پہ ریشِ پاک پہ ہے خونِ بے زباں
اک ہوک اُٹھ رہی ہے دلِ چاک چاک سے
آلودہ ہاتھ تربتِ اصغرؑ کی خاک سے

(۷)

ناداں سکینہؑ کو جو گلے تھے بڑے بڑے
تھی منتظر کہ باپ کی مجھ پر نظر پڑے
دیکھا نہ جب تو خارِ الم دل میں تھے گڑے
گھبرا کے آئی تھک جو گئی تھی کھڑے کھڑے
شفقت سے سر پہ ہاتھ جو پھیرا امامؑ نے
شکوے شروع کر دیئے اُس تشنہ کام نے

(۸)

رو کر لپٹ کے باپ سے بولی وہ نیم جاں
فریاد میری کوئی بھی سنتا نہیں یہاں
جلتا ہے سینہ پھکتا ہے دل اُٹھتا ہے دھواں
خود آپ دیکھ لیجیے شق ہے مری زباں
رگ رگ میں سنسنی ہے نہیں جی سنبھلتا ہے
پنکھا لگا ہے پیاس سے اب دم نکلتا ہے

(۹)

آتے ہیں غش پہ غش مجھے ایسا ہے جی نڈھال
روئی تو آنکھیں سوج کے ہو گئی ہیں لال
چلنے میں لڑکھڑاتی ہوں ہے بھوک سے یہ حال
کس سے کہوں جب آپ کو میرا نہیں خیال
بابا یہ دکھ کبھی نہ اُٹھائے کہیں رہے
یاں آ کے ہم وہ پیاری سکینہؑ نہیں رہے

www.emarsiya.com

(۱۰)

اصغرؑ کو لے کے نہر پہ پانی پلانے جائیں
جن کے تھے چاہ پیار وہ اک گھونٹ بھی نہ پائیں
سر پٹکیں روئیں دھوئیں پچھاڑیں زمیں پہ کھائیں
اس کو پلائیں اور ہمارے لئے نہ لائیں
در کی طرف نگاہیں ہوں پانی کی آس میں
پائی نہ ایک گھونٹ بھی دو دن کی پیاس میں

(۱۱)

پہلا سا وہ دلار ہے میرا نہ چاہ پیار
پوچھا نہ مجھ کو آئے گئے گھر میں بار بار
پانی نہ مانگے اس سے نہیں ہے نظر بھی چار
چاہا جسے پلایا میں ہی تھی قصوروار
ہونٹوں پہ میرا دم ہے خبر اب تو لیجئے
اصغرؑ کا صدقہ مجھ کو بھی دو گھونٹ دیجئے

(۱۲)

اچھا میں خوش ہوں مجھ کو نہ پانی پلایئے
بھیا کو چھوڑ آئے کہاں یہ بتایئے
جس کے کیا حوالے اسی پاس جایئے
اس پیارے پیارے ننھے مسافر کو لایئے
بہلائے کوئی لاکھ وہ جاں اپنی کھوئے گا
بلکے گا جی کڑھائے گا بے میرے روئے گا

(۱۳)

شہؑ ضبط کر رہے ہیں کہ آنسو نہ اب بہیں
منہ کو کلیجہ آتا ہے جب کس طرح رہیں
شکوے جگر خراش ہیں غم تاب کے ہے
اصغرؑ کو پوچھتی ہے سکینہؑ سے کیا کہیں
پڑتے تھے یہ جو تیر دلِ چاک چاک پر
شہؑ روئے اور بیٹھ گئے فرشِ خاک پر

(۱۴)

کہتی تھی بیکسی شہنشاہِ دیں پناہ
بے بس ہیں ورنہ عشق وہی اور وہی ہے چاہ
اصغرؑ گئے بہشت میں طے کر کے حق کی راہ
پوچھو نہ حال صورتِ مظلوم ہے گواہ
بچپن ہے اس سبب سے یہ بے جا گلا نہیں
چلو بھرے ہیں خون سے پانی ملا نہیں

(۱۵)

روتے تھے شاہؑ اہلِ حرم سب تھے نوحہ خواں
سر چوب گاہوارہ پہ ٹکرا رہی تھی ماں
کہتی تھی ٹھیک ہوگیا لوگوں مرا گماں
میں لٹ گئی شہید ہوا ہائے بے زباں
یا مصطفیٰؐ یہ ظلم ہے امت کا آپ کی
بچے کو میرے مارا ہے گودی میں باپ کی

www.emarsiya.com

(۱۶)

کس طرح دیکھوں شاہؑ کے چہرہ پہ یہ لہو
اس خوں سے میرے بچّے کی صاف آرہی ہے بو
چھیدا کسی شریر نے کیا نازنیں گلو
تھا نیم جاں تڑپ نہ سکا ہوگا ماہ رو
بازو کا زخم کہتا ہے ہوں زخم تیر کا
ہے ہے اسی طرف تو گلا تھا صغیر کا

(۱۷)

نظروں میں پھر رہے ہیں جھنڈلے جھنڈلے بال
مکھڑا وہ چاند چاند سا وہ گورے گورے گال
الفت میں باپ کی نہ کیا ماں کا کچھ خیال
دو دن کے بھوکے پیاسے گئے ہائے میرے لال
سکھے چنوں گی خاک بسر اب رہوں گی میں
جب تک جیوں گی تیری کہانی کہوں گی میں

(۱۸)

سمجھا نہ کوئی ہائے غضب بے زباں ہو تم
آنکھیں ہیں بند ضعف سے یہ ناتواں ہو تم
دو دن کی بھوک پیاس میں خود نیم جاں ہو تم
حد بیکسی شہؑ کی ہو گو بے نشاں ہو تم
ایسا ستم ہوا ہے نہ ہوگا جہاں میں
کس ہاتھ سے وہ تیر چڑھا تھا کماں میں

(۱۹)

آغوش میں وطن سے تو آئے تھے رستہ بھر
خالی ہے گود روٹھ کے ماں سے گئے کدھر
اب کبھی کربلا کی ہوا میں تھا یہ اثر
اتنا بڑا سفر کیا مادر کو چھوڑ کر
بابا کے استغاثہ نے رکھا نہ ہوش میں
گزرے جہاں سے باپ کی الفت کے جوش میں

(۲۰)

اتنے میں شور کرنے لگے رن سے اہل شر
آیا یہ وقت صبح سے باندھے ہوئے کمر
حیدرؑ نہیں تو کاٹیں گے اُس کے پسر کا سر
کتوا کے فوج چھپ گئے شیرؑ خود کدھر
کشتے نظر میں پھرتے ہیں بدر و حنین کے
لینا عوض ہے پیاسے ہیں خونِ حسینؑ کے

(۲۱)

غصّے میں تھرتھراتے بہ عجلت اُٹھے امامؑ
فرمایا بس علائقِ دنیا ہے اب تمام
زینبؑ ذرا یہ بے ادبی کے سنو کلام
لاؤ لباس کہنہ کہ رخصت ہو تشنہ کام
سر دیں گے کھا کے تیر و سناں رن میں سوئیں گے
سب روئیں ہم نہ اصغرؑ و اکبرؑ کو روئیں گے

www.emarsiya.com

(۴۲)

کبریٰؑ کو پھر طلب کیا شہؑ نے بصد الم
کاغذ دیا وصیتیں جس میں کہ تھیں رقم
دے کر صحیفہ ایک یہ بولے بہ چشمِ نم
دے دینا غش سے چونکے جو عابدؑ اسیرِ غم
کہنا کہ سرکٹانے گئے کچھ نہ کہہ سکے
چھوٹو تم اتنی دیر بھی گھر میں نہ رک سکے

(۴۳)

ہم کو شہید سمجھو بُھلا دو ہماری یاد
ہشیار ہو شروع تمہارا ہے اب جہاد
وہ یوں کہ نفس مارو رہو درد و غم میں شاد
ہمت ستم اُٹھانے کی ہوتی رہے زیاد
امید تم سے سب ہے ہو کس خاندان سے
جھیلو مصیبتوں کو اماموں کی شان سے

(۴۴)

مختار کائنات امامِ خدا بھی ہو
ہے فرض اب کہ حاملِ جور و جفا بھی ہو
دینے گناہ گاروں کے حاجت روا بھی ہو
مرے تباہ سفینے کے تم ناخدا بھی ہو
قرآں کی طرح آلِ محمدؐ کا ساتھ ہے
بس اب تمہارے ہاتھ میں اُمّت کا ہاتھ ہے

(۴۵)

گو ہو مریض ایسے کہ ہے سخت امتحاں
قیدی بنائیں گے تو نہ گھبراؤ میری جاں
پہنو تم اپنے کانپتے ہاتھوں سے بیڑیاں
لوہے کا تپتا بار بھی دل پر نہ ہو گراں
معنی یہ ہیں شفاعتِ اُمّت کے شوق کے
صابر رہو جو خوں بہے کانٹوں سے طوق کے

(۴۶)

ہر اک بلا پہ صبر کرو رنج و غم سہو
دادا کی طرح مرضیٔ خالق پہ تم رہو
گردن بندھے تو شیرِ خدا حملہ ور نہ ہو
کیا تھا بجز رضائے الٰہی تمہیں کہو
بابا کے اختیار میں سب کچھ تھا کیا نہ تھا
کھینچی نہ ذوالفقار کہ حکمِ خدا نہ تھا

(۴۷)

اتنے میں آئیں حضرتِ زینبؑ بصد بکا
شہؑ نے لباس لے کے کیا چاک جا بجا
کپڑوں کے نیچے مثلِ کفن زیبِ تن کیا
سر پر رکھا بہ فخر عمامہ رسولؐ کا
تھے اشک بار سب حرم مستطاب میں
حیدرؑ کی ذوالفقار رکھی شہؑ نے ذاب میں

www.emarsiya.com

(۲۸)

محمل بغیر ناقوں پہ گر ہوں حرم سوار
اور ساربان بنائیں تمہیں یہ ستم شعار
پکڑے ہیں دامن آج کروڑوں گناہ گار
اُمت کے دستگیر رہو تم تھام کے مہار
تلووں میں خار چبھتے ہوں طے حق کی راہ ہو
دڑے لگائیں جب میرے سر پہ نگاہ ہو

(۲۹)

جانے کو قتل گاہ میں تھے سرورِ امم
لیکن قدم نہ اٹھتے ہیں روتے رہے حرم
سب کی زباں پہ تھا کہ سلامت رہے یہ دم
فرمایئے تو کس کے سہارے رہیں گے ہم
ڈھارس بڑی ہے آپ جو ہر دم کفیل ہیں
بچے ہیں چھوٹے چھوٹے سے عابدؑ علیل ہیں

(۳۰)

اپنا کوئی نہیں سبھی غدار ہیں یہاں
ہے بند آب و دانہ گرفتار ہیں یہاں
سب قاتلانِ عترتِ اطہارؑ ہیں یہاں
چھوڑا نہ شیر خوار وہ خونخوار ہیں یہاں
حضرتؑ کا دم عزیز ہے جب اپنی جان سے
اچھا سدھاریئے کہیں ہم کس زباں سے

(۳۱)

فرمایا سچ ہے کاہشِ جاں ہیں یہ غم تمام
کیونکر مگر شریک ہو مجبور تشنہ کام
دل سے بھلاؤ یاد میری لو خدا کا نام
سب مل کے آج ساتھ دو اُمت کا ہے یہ کام
بے کس کی فاقہ کش کی مدد بھی ضرور ہے
ہوگا کفیل وہ جو قدیر و غفور ہے

(۳۲)

سر دیں گے جس کی راہ میں حافظ ہے اُس کی ذات
عاجز ہیں ہم قدیر ہے خلاقِ کائنات
فاقوں میں ذبح ہو گئے ہے آج ہی کی بات
کام آئی کس کے بے کس و مظلوم کی حیات
پیاسے اُٹھے جہاں سے خبر ہم نہ لے سکے
اکبرؑ کو ایک گھونٹ بھی پانی نہ دے سکے

(۳۳)

یہ کہتے ہی اک آہ کی آنسو ہوئے رواں
پھرنے لگا نظر میں غم انگیز وہ سماں
آلہ تھا زخم دل میں کھٹکنے لگی سناں
فرمایا الوداع ہے رخصت یہ میہماں
کہرام بیبیوں میں ہوا غم کہیں بڑھے
بس اشکبار ڈر کی طرف شاہؑ دیں بڑھے

www.emarsiya.com

(۳۴)

تھے پیچھے پیچھے اہلِ حرم سب برہنہ سر
بانوؑ یہ کہتی تھیں کہ لٹا ہائے میرا گھر
زینبؑ پچھاڑیں کھاتی تھیں گر گر کے خاک پر
کبریٰؑ یہ کہہ رہی تھیں کہ بابا چلے کدھر
دامن سکینہؑ پکڑے تھی حالت تباہ تھی
تھم جاتے تھے پہاڑ وہ اتنی سی راہ تھی

(۳۵)

سمجھاتے جا رہے تھے سکینہؑ کو بار بار
اور ہاتھ سر پہ پھیرتے تھے ہو کے بے قرار
بے کس کے دم کے ساتھ جو رخصت تھا چاہ پیار
روتی تھی وہ مچل کے یہ ہوتے تھے اشکبار
اشکوں کی سیل آنکھوں سے دونوں کی بہہ گئی
باہر یہ آئے در پہ تڑپتی وہ رہ گئی

(۳۶)

دیکھا کھڑا ہے ڈیوڑھی پہ دلدل جھکائے سر
ہے تھوتھنی بہے ہوئے اشکوں سے تر بتر
گردن تھپک کے ہاتھ جو پھیرا ادھر اُدھر
قدموں پہ آنکھیں ملنے لگا اسپِ خوش سیر
سمجھا کہ آخری یہ سعادت حصول ہے
مجھ سے وداعِ راکبِ دوشِ رسولؐ ہے

(۳۷)

حضرتؑ نے بار بار بصد لطف کی نگاہ
دامن سمیٹے نزدِ رکاب آئے بڑھ کے شاہؑ
کی آبدیدہ ہو کے جگر سوز ایک آہ
بیٹھے سمند پر کہ ہوا طور جلوہ گاہ
خورشید مانند چرخ سے اُن کی ضیا سے تھا
روشن جہاں تجلیٔ نورِ خدا سے تھا

(۳۸)

شورِ فغاں زیادہ ہوا لیتے ہی لگام
شہؑ سمتِ قتل گاہ چلے از سوئے خیام
غربت میں ایسے بے کس و مظلوم تھے امامؑ
آوازِ الوداع بھی نہ پہونچی تھی چند گام
رنگت یہ کہہ رہی تھی زمیں آسمان کی
اُڑتی ہے خاک جاتی ہے رونق جہان کی

(۳۹)

جاتا ہے کربلا کا نمازی جہاد پر
جتنے تھے کام آ گئے غازی جہاد پر
کی چرخ نے یہ تفرقہ سازی جہاد پر
تنہا چلا ہے شاہِؑ حجازی جہاد پر
مونس نہ ساتھ ہے نہ مددگار ساتھ ہے
دینِ نبیؐ کی آبرو اب ان کے ہاتھ ہے

www.emarsiya.com

(۴۰)

مثلِ نسیم رخش کی آہستہ چال ہے
بیٹھا ہوا ہے دل قدم اُٹھنا وبال ہے
اچھا ہے دیر راہ میں ہو یہ خیال ہے
سمجھے ہیں یہ کہ شہؑ کا پلٹنا محال ہے
ہوگی نہ جاں بری سپہ بد شعار سے
چھوٹتا ہوں آج دوشِ نبیؐ کے سوار سے

(۴۱)

چاؤش اُدھر صدائیں یہ دیتے تھے بار بار
آتا ہے غازیوں اسدِ شیر کردگار
ہوں جن کے پاس دور کے حربے وہ ہوشیار
ہے پنجۂ اجل نے کماندار نیزہ دار
بیشہ اُجڑ گیا ہے تو جینے سے سیر ہے
وہ بچے جس کے مار لئے ہیں وہ شیر ہے

(۴۲)

آتا ہے خوں برسنے میں وقفہ نہ جاننا
قہار ساتھ ساتھ ہے تنہا نہ جاننا
بھوکا نہ جاننا اسے پیاسا نہ جاننا
اس سے لڑائی منہ کا نوالہ نہ جاننا
فاقہ ہے تیسرا مگر ایسی اُمنگ ہے
غازی ہے ایک اور پھر لاکھوں سے جنگ ہے

(۴۳)

اتنے میں آپ آئے قریبِ سپاہِ شام
آہستہ اور سمند ہوا کھنچتے ہی لگام
بے چینیاں قدم سے عیاں تھیں ہر ایک گام
کہتا ہی بس کہ ہو گیا تصویرِ خوش خرام
اس ٹھاٹھ سے رُکا کہ نگاہوں پہ چڑھ گیا
جو شہؑ سوار تھا صفِ لشکر سے بڑھ گیا

(۴۴)

فرمایا شاہؑ نے پسرِ سعد ہے کدھر
یوں آیا روبروئے شہِؑ دیں وہ خیرہ سر
ہمراہ پہلوان کئی تھے اِدھر اُدھر
زنگی غلام سر پہ لگایا تھا چترِ زر
ظاہر تھا کبر شکل سے اُس بد نہاد کی
تیوری چڑھی تھی بانیِ مکر و فساد کی

(۴۵)

فرمایا سر سے پاؤں تک کر کے اک نگاہ
کرتا ہے قتل بے کس و تنہا کو بے گناہ
تو چھوڑ دے تو نانا کے روضے پہ لوں پناہ
ہوگا نہ اے حسینؑ یہ بولا وہ رو سیاہ
دکھلا دیا شہؑ نے محمدؐ کی شان کو
دیکھا کبھی زمیں کو کبھی آسماں کو

www.emarsiya.com

(۴۶)

بولے اک آہ کر کے شہِ آسماں جناب
منظور اگر نہیں یہ تو دے مجھ تھوڑا آب
سوزِ عطش سے قلب و جگر ہے مرا کباب
یہ بھی نہ ہوگا کہنے لگا خان و ماں خراب
شہؑ چپ رہے لہو میں مگر جوش آگیا
غصہ بڑھا تو منہ سے نہ کچھ بھی کہا گیا

(۴۷)

کہتا تھا غیظ شاہؑ کا کھنچتی ہے اب حسام
ضبط امامؑ پاک نے کی بڑھ کے روک تھام
بولے یہ سر جھکا کے شہنشاہِ خاص و عام
مطلب اگر یہی ہے کہ ہوں قتل تشنہ کام
نرغہ نہ ہو نہ فوجِ ستم کی چڑھائی ہو
ایک ایک مجھ سے آ کے لڑے یوں لڑائی ہو

(۴۸)

اُس نے کہا مضائقہ کیا ہو یونہی وغا
یہ کہتے ہی بڑھا سوئے لشکر وہ بے حیا
اُس کے اک اشارہ پہ جنگی دہل بجا
جڑنے لگے خدنگ کمانوں میں جا بجا
یہ چپ کھڑے رہے نہ کہا کچھ زبان سے
بل ابروؤں پہ آ گئے حیدرؑ کی شان سے

(۴۹)

نعرہ کیا علیؑ ہیں پدر اشجع العرب
حمزہؑ چچا کا نام ہے طیّار ہے لقب
کافی ہے فخر کے لئے اپنا حسب نسب
ماں فاطمہؑ ہیں جد ہیں محمدؐ رسولِ رب
ہیں اشرف النساء وہ عالم بتولؑ وہ
کونین میں جو سب سے ہیں اکرم رسولؐ وہ

(۵۰)

ہادیٔ خلق راہبر انس و جاں ہیں ہم
رحمتِ خدا کی اور خدا کی اماں ہیں ہم
جن پہ کہ وحی آئی ہے وہ رازداں ہیں ہم
حق بات تو یہ ہے کہ خدا کی زباں ہیں ہم
آئی کتاب حمزہؑ ہوئے جس کی راہ کے
معنی بیاں کئے ہیں کلامِ الٰہ کے

(۵۱)

پہچان لو کہ سبطِ پیمبرؐ ہے سامنے
سمجھو اگر تو شافعِ محشر ہے سامنے
عبرت کرو وہ بے کس و بے پر ہے سامنے
لب تشنہ ابنِ ساقیٔ کوثر ہے سامنے
پیاسے محبّ جو حشر کے میداں میں آئیں گے
ہم ساغرِ رسولؐ سے کوثر پلائیں گے

www.emarsiya.com

(۵۲)

پڑھ کر رجز یہ چپ جو ہوئے شاہ عرش جاہ
ایک ایک کر کے آنے لگے لڑنے وہ سپاہ
دکھلائی ذوالفقار علیؑ نے عدم کی راہ
ہر ضرب بے اماں تھی ہر اک وار بے پناہ
خالی ہوئے سپاہیوں کے دل امنگ سے
حیرت تھی تین روز کے پیاسے کی جنگ سے

(۵۳)

حیراں تھا ابن سعد جو یہ رنگ دیکھ کر
باندھے عہد کو توڑا کسی ظلم پر کمر
لشکر کو دی صدا کہ نہ یوں ہوگی جنگ سر
منظور فتح ہے تو ہو کل فوج حملہ ور
رکھے ہے سر ہتھیلی پہ ایسا دلیر ہے
قتال جو عرب میں تھا اُس کا یہ شیر ہے

(۵۴)

جنبش ہوئی سپاہ کی سنتے ہی یہ سخن
پیدل سوار بڑھتے جو تھے ہل رہا تھا رن
وہ ہیکلے مہیب وہ گردان چلی تن
لاکھوں کا حملہ اور اکیلے شہِؑ زمن
غصے میں ابروؤں پہ جو بل تھے پڑے رہے
تلوار کھینچ آپ جہاں تھے کھڑے رہے

(۵۵)

موجیں ہیں یا صفیں ہیں روانہ بجد و کد
کثرت وہ شل ہو پائے نظر پا سکے نہ حد
پیدل ہیں بے شمار تو اسوار لا تعد
طوفاں ہے قہر کا ہے سمندر میں جزر و مد
ہر سمت سے گھرے شہِؑ عالی مقام ہیں
کشتی پہ نوحؑ ہیں کہ فرس پر امامؑ ہیں

(۵۶)

خالق کی بارگاہ میں ہوتا ہے باریاب
سینہ ہے سر جو نذر تو رن میں ہے یا تراب
تیر آتے ہی اُدھر سے ہوا تازہ انقلاب
پیری دبی امنگ سے رنگت ہوئی شباب
وہ شان ہے کہ دھیان یہ اعدائے دیں کا ہے
غصہ نہیں شباب بہشتِ بریں کا ہے

(۵۷)

آئے قریب تر جو سپاہ ستم شعار
جھونکا ہوا کا رخش تھا بجلی تھی ذوالفقار
ڈھالوں کا ابر اٹھا لہو کی پڑی پھوار
ساقی عطا ہو جام کہ ہے موسمِ بہار
ہونٹوں پہ دم ہے جام و سبو پر نگاہ ہے
پیتا ہوں اس لئے کہ نہ پینا گناہ ہے

www.emarsiya.com

(۵۸)

کہتے ہیں جو کہ بادۂ عرفاں بھی تو ہے
پیتے تھے جس کو بوزرؑ و سلمانؑ بھی تو ہے
وجہہ بناء کعبۂ ایماں بھی تو ہے
جس کے سبب ہے وقعتِ قرآں بھی تو ہے
وہ رنگ و بو کہ گلشنِ جنت نثار ہے
پیتا اسی کا معرفتِ کردگار ہے

(۵۹)

ہے فخر سے پرستوں میں میرا بھی نام ہے
کوثر سے بڑھ کے میرے لئے ذرد جام ہے
ساقی اسی کے پینے میں توبہ حرام ہے
پیتا ہے میرا کام عطا تیرا کام ہے
دل کو بڑا سہارا ہے اس انبساط کا
طے ہوگا جھوم جھوم کے رستہ صراط کا

رو میں ہے رخشِ عمر

نام	:	سید تقی حسن عابدی
ادبی نام	:	تقی عابدی
تخلص	:	تقی
والد کا نام	:	سید سبط نبی عابدی منصف (مرحوم)
والدہ کا نام	:	سعیدہ بیگم (مرحومہ)
تاریخ پیدائش	:	یکم مارچ 1952ء
مقام پیدائش	:	دہلی (یوپی) ہندوستان
تعلیم	:	ایم بی بی ایس (حیدرآباد، انڈیا) ایم ایس (برطانیہ) ایف سی اے پی (یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ) ایف آر سی پی (کینیڈا)
پیشہ	:	طبابت
ذوق	:	شاعری اور ادبی تحقیق
شوق	:	مطالعہ اور تصنیف
قیام	:	ہندوستان، ایران، برطانیہ، نیویارک اور کینیڈا
شریکِ حیات	:	نجمی
اولاد	:	دو بیٹیاں (معصومہ اور زہرا) دو بیٹے (رضا اور مرتضیٰ)
تصانیف	:	شبیہ (1982ء) جوشِ مودت (1999ء) گلشنِ رویا (2000ء) رموزِ شاعری (2000ء) عروسِ سخن (2000ء) اقبال کے عرفانی زاویے (2001ء) انشاء اللہ خاں انشا (2001ء) تجزیہ یادگار انیس (2002ء)
زیرِ تالیف	:	ذکرِ دُر باراں، تجزیہ شکوہ جواب شکوہ دکن کی مثنویات، مصحفِ تاریخ گوئی